- کھیلوں اور لہو و لعب میں استغراق اور ترک فرائض
- اسلام کا اخلاقی نظام
- نفاذ شریعت کے مساعی پر تاثرات
- دکتورہ کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی

افکار و تاثرات

کھیلوں اور لہو و لعب میں استغراق اور ترک فرائض

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے جان و مال و وقت کو کسی مصرف میں لگانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان تینوں کا استعمال فی سبیل اللہ ہو گا۔ قیامت کے دن بھی ان کے بارے میں سوال ہو گا۔ لیکن اگر آج مسلم معاشرے کا سروے کیا جائے تو آپ کو چند گنے چنے افراد ملیں گے جن کا مال، جان اور وقت صحیح خرچ ہو رہا ہے۔ حالاں کہ ہم ایسے دور سے گذر رہے ہیں کہ اگر ہم معاشرہ کا مطالعہ کریں تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ ہمارا مال، جان اور وقت صرف اللہ کی راہ میں خرچ ہو کیونکہ جس مقصد کے لئے اللہ نے ہم کو پیدا کیا تھا آج امت کے اکثر افراد اس سے غافل ہیں اور خود کو جہنم کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ اور اکثریت عملی ارتداد اختیار کر چکی ہے۔ امت کے اندر سے فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات مٹ رہے ہیں۔ نیک اعمال کی طرف آتے ہی نہیں۔ اور جو نیک اعمال کرتے ہیں ان اعمال پر کامیابی کا یقین نہیں۔ ان اعمال پر اللہ کے کئے ہوئے وعدوں کو صحیح نہیں جانتے حالاں کہ فرمان باری تعالیٰ ہے ومن اصدق من اللہ قیلا۔ ایک انکار کی سیڑھی باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بچائے۔ اگرچہ عقیدۃً ارتداد نہیں لیکن عملاً ارتداد ہے۔ ایسے نازک وقت میں ہم ایک مباح عمل کو لے کر فرائض بھول گئے۔ حالاں کہ مباح عمل جو مفضی الی ترک الفرائض ہو وہ فقہی قاعدہ کی رو سے مباح نہیں رہتا۔ بلکہ حرام ہو جاتا ہے۔

سب سے پہلے یہ بات جاننی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے کار نہیں چھوڑا۔

افحسبتم انما خلقنکم عبثاً وانکم الینا لا ترجعون ۰

ترجمہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہ آؤ گے۔

دوسری آیت کے اندر مقصد کا تعین ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۰

ترجمہ۔ ہم نے انسانوں اور جنوں کو عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔

انسان دنیا کے اندر سفر کر رہا ہے آخرت اس کی منزل ہے اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے حکمت بالغہ کے تحت کچھ اعمال دئے ہیں مثلاً فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، مباح وغیرہ کرنے کے لئے کچھ اعمال ایسے ہیں جن سے بچنا ضروری ہے مثلاً

حرام اور مکروہ کے بشیطان انسان کو حرام اور مکروہ کاموں میں لگاتا ہے۔ لیکن انسان سمجھتا ہے کہ یہ حرام اور مکروہ ہے تو بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن شیطان کی خطرناک چال یہ ہے کہ مباح کے اندر لگا کر فرائض اور واجبات بالکل بھلا دیتا ہے۔ کیونکہ انسان یہی سمجھتا ہے کہ مباح ہے آخر کوئی گناہ تو نہیں۔ حالاں کہ مباح میں لگا کر کتنے گناہوں میں مبتلا کرتا ہے اور اسے پتہ تک نہیں چلتا۔ لیکن خدا کا شکر ہے امت کے اندر روحانی طبیب موجود ہیں۔ جو امت کی راہنمائی کرتے ہیں۔ فقہاء کرام اور صوفیا علماء امت کے اندر دو اونچے طبقے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً امت کو شیطانی چالوں سے آگاہ کرتے ہیں۔

دراصل آج امت دین اسلام کی غرض وغایت اور مقصد کو بھول گئی ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کو کس لئے بھیجا ہے لوگ مادی ترقی کو کمال سمجھتے ہیں۔ حالاں کہ سب سے بڑا تنزل یہی ہے۔ اسلام صرف اس کی ہدایت کرتا ہے۔ کہ مادیات کا استعمال اور اشتغال صرف اس قدر رکھو جس کے بغیر کام نہ چلے۔ باقی اوقات اپنے رب کی یاد میں گذارو یہی ترقی و کامیابی ہے۔ تو جائز اور ضروری امور کے اندر اتنا لگو جتنی ضرورت ہے باقی وقت مقصد میں لگاؤ۔

ایک بڑا خطرناک مرض کثرت مباحات ہے کیونکہ اس سے غفلت جیسی مہلک بیماری پیدا ہوتی ہے۔ جو آخر کار انسان کو لے ڈوبتی ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی نے پارہ ۶ کی آخری آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ الغرض غلو وجفا اور افراط وتفریط کے درمیان متوسط اور معتدل راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ نہ تو لذائذ دنیوی میں غرق ہونے کی اجازت ہے جیسے یہود، اور نہ از راہ رہبانیت مباحات اور طیبات کو چھوڑنے کی اجازت ہے جیسے نصاریٰ۔ نیز مسلمان تو تقویٰ پر مامور ہیں۔ جس کے معنی ہیں خدا سے ڈر کر ممنوعات سے اجتناب کرنا۔ تجربہ سے معلوم ہے کہ بعض مباحات کا استعمال بعض اوقات کسی حرام یا ممنوع کی طرف مفضی ہو جاتا ہے۔ ایسے مباحات کو عہد وقسم یا تقرب کے طور پر نہیں بلکہ بطریق احتیاط اگر کوئی شخص کسی وقت باوجود اعتقاد اباحت ترک کر دے تو یہ رہبانیت نہیں۔ بلکہ ورع اور تقویٰ میں شامل ہے۔

حدیث میں ہے:۔ لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا باس بہ حذراً مما بہ باس

ترجمہ:۔ بندہ اس وقت تک تقویٰ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ناجائز امور میں وقوع کے ڈر سے جائز امور نہ چھوڑ دے (ترمذی شریف)

اب آئیے موجودہ کھیلوں کی طرف۔ شریعت نے نہ ہر کھیل سے مطلقاً روکا ہے اور نہ کھلی چھٹی دی ہے بلکہ بعض کھیلوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مثلاً گھوڑ دوڑ۔ تیر اندازی اور تیراکی وغیرہ۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں جن کھیلوں سے کچھ دینی یا دنیاوی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں وہ جائز ہیں بشرطیکہ انہیں فوائد کی نیت سے کھیلا جائے۔ محض لہو ولعب کی نیت سے نہ ہو۔ لیکن اس کی بازی پر کوئی معاوضہ یا انعام شروط مقرر کرنا جائز نہیں۔ مثلاً گیند کا کھیل کہ اس سے جسمانی ورزش ہوتی ہے یا لاٹھی وغیرہ کے کھیل یا پہلوانوں کی کشتی وغیرہ

جو جہاد میں معین ہو سکتے ہیں۔ اس طرح معمہ بازی، شعر بازی اور تعلیمی تاش وغیرہ ہار جیت کی بازی لگانا جائز ہے مگر اس پر کوئی رقم معاوضہ کی مقرر کرنا جائز نہیں، بلکہ قمار ہے۔

مزید لکھتے ہیں۔ ایسے کھیل تماشے جس کے تحت کوئی مقصد یا فائدہ دین و دنیا کا نہیں ہے وہ سب ممنوع اور ناجائز ہیں خواہ ان پر بازی لگائی جائے یا انفرادی طور پر کھیلا جائے۔ پھر بازی پر کوئی رقم لگائی جائے یا نہیں اور رقم بھی دو طرفہ ہو یا یک طرفہ۔ بہرحال ایسے لغو کھیل شرعاً مطلقاً ناجائز ہیں۔ حدیث میں ہے:۔

كل لهو المسلم حرام الا ثلاثة ملاعبته اهله وتاديبه لفرسه ومناضلة بقوسه

کبوتر بازی۔ پتنگ بازی۔ بیٹر بازی۔ مرغ بازی۔ چوسر۔ شطرنج۔ تاش۔ کتوں کی ریس وغیرہ سب اس ناجائز صورت کے افراد ہیں۔

اب ذرا موجودہ کھیلوں پر غور کریں جو مغربی اقوام کی نقالی میں امت مسلمہ کو ملی ہیں۔ مثلاً ہاکی، کرکٹ، اسکواش، ٹیبل ٹینس وغیرہ۔ زیادہ سے زیادہ ان کھیلوں کو مباح کہہ دیں۔ وہ بھی اس صورت میں جب کہ ان کھیلوں میں دینی یا دنیاوی فائدہ ہو اور اسی نیت سے کھیلے جائیں لیکن ان کھیلوں کے اندر مشکل سے آپ کو دینی و دنیاوی فائدہ نظر آئے گا۔ اگر ہے بھی تو اس نیت سے کوئی نہیں کھیلتا۔ بلکہ محض تفریح، تضیع وقت اور قومی دولت کا نقصان ہے۔ دو ٹیمیں کھیلیں گی اور پورا ملک تماشائی ہوگا۔ کوئی گراؤنڈ کے اندر میچ دیکھ رہا ہے۔ کوئی ٹیلی وژن پر۔ بے پردہ عورتیں گراؤنڈ میں میچ دیکھتی ہیں۔ اخبارات اور ٹیلی وژن پر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ ریڈیو سے رواں تبصرے نشر ہوتے ہیں۔ پوری قوم اس طرف متوجہ ہوتی ہے۔ گویا کہ آخرت کی ہار جیت ہے۔ کیا امت مسلمہ اس کام کے لئے مبعوث ہوئی تھی۔ ہرگز نہیں بلکہ ہر امتی کے ذمہ پوری امت کی فکر ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج کسی امتی کو اس کی فکر ہی نہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نص قرآنی سے ان کھیلوں پر روشنی ڈالیں:۔

ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها

اولئك لهم عذاب عظيم ه

ترجمہ:۔ اور بعض آدمی ایسا ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اس کی ہنسی اڑائے ایسے لوگوں کو کہئے کہ ذلت کا عذاب ہے!

(بیان القرآن)

خلاصہ آیات میں مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:۔

سو اول تو لہو کا اختیار کرنا جب کہ مقرون بالاعراض عن آیات اللہ ہو خود ہی کفر اور ضلال ہے پھر خاص کر جب کہ اس کو اسی غرض سے اختیار کیا جائے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے دوسروں کو بھی اللہ کی راہ یعنی دین حق سے بے سمجھے بوجھے

حقیقت امر کے گمراہ کرے اور اس گمراہ کرنے کے ساتھ اس راہ حق کی ہنسی اڑائے تاکہ دوسروں کے دل سے بالکل اس کی وقعت اور تاثیر نکل جائے۔ تب تو کفر بر کفر اور ضلال کے ساتھ اضلال ہے تو ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں ذلت کا عذاب ہے۔

فائدہ میں لکھتے ہیں۔ پس اس بنا پر جو شخص دین اسلام سے ضلال یا اضلال کا موجب بن جائے وہ حرام بلکہ کفر ہے اور آیت میں یہی مقصود ہے۔ آگے لکھتے ہیں دوسرے دلائل شرعیہ سے استدلالاً ثابت ہے کہ جو لہو اعمال فرعیہ شرعیہ سے باز رکھے یا کسی معصیت کا سبب ہو جائے وہ صرف معصیت ہے اور جو لہو کسی امر واجب کا فوت نہ ہو اور اس میں شرعی مصلحت بھی نہ ہو وہ مباح ہے لیکن لایعنی ہونے کی وجہ سے خلاف اولیٰ ہے اور مسابقت فرس و مسابقت سہم و ملاعبت اہل میں چونکہ معتد بہ غرض تھی اس لئے حدیث میں اس کو لہو باطل سے مستثنیٰ فرمایا۔

(مولانا ذاکر حسن نعمانی)

نفاذ شریعت کے مساعی پہ تاثرات

الحق اور دیگر جرائد و رسائل میں جناب کی مساعی جلیلہ کا ذکر پڑھ کر دل سے بے اختیار دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھے۔ اور جو مساعی جلیلہ جناب پاکستان میں نفاذ شریعت اسلامیہ کے بارہ میں فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرما کر ان کو مؤثر بنائے۔ آمین

آپ کے اخلاص، تدبر اور تقوای کی برکت سے تمام مکاتب فکر اور اب دینی تنظیموں کا اجتماع و اتحاد اور رہبر آپ کی دعوت کا تسلیم کر لینا یہ سب آپ کے اخلاص اور للہیت کی برکت ہے۔ کتنا اچھا ہوتا اگر علماء کرام گذشتہ انتخاب میں حصہ لے کر قومی اسمبلی میں پہنچ جاتے اور اسی طرح اخلاص اور اتحاد کے ساتھ آئینی طریقہ پہ نفاذ شریعت اسلامیہ کے لئے کوشش کرتے تو آج اثرات کچھ اور ہوتے۔

(مولانا قاضی) زاہد الحسینی (اٹک)

دکتورہ کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی

بفضل اللہ العظیم و بتوفیقہ و احسانہ، اور پھر بزرگوارم کے مستجاب دعاؤں کے بدولت مدینہ یونیورسٹی میں دکتورہ کے امتحان میں درجۂ شرف اولیٰ کے ساتھ کامیابی نصیب ہوئی جس کے سلسلہ میں بزرگوارم کو سب سے پہلے مبارک باد پیش کر رہا ہوں۔ ناچیز کی یہ نمایاں کامیابی دارالعلوم حقانیہ کے ثمرات کثیرہ کے ایک ادنیٰ ثمرہ کی کامیابی ہے۔ جو حضرت والا کے مشفقانہ توجہات اور مقبول دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ مناقشہ پانچ گھنٹے مسلسل جاری رہا جس میں جامعہ اسلامیہ کے اساتذہ کرام اور طلبہ اور مدینہ منورہ میں پاکستانی باشندوں میں اہل علم طبقہ کی اکثریت نے شمولیت کی۔

(مولانا) شیر علی شاہ (فاضل حقانیہ) مدینہ منورہ